جاگتے کا خواب

آج شعبان کی چودھویں ہے
چاروں طرف نور کی رم جھم ہے
مگر میرا جسم سلگ رہا ہے
آنکھیں کھلی ہیں ..... مگر بند ہیں
دل دماغ تھکے ہوئے ہیں مگر جاگ رہے ہیں
میرے حواس قائم ہیں، فرحت وانبساط محسوس کر رہے ہیں
میرے ادراکات صحیح سمت میں سفر کر رہے ہیں
میں محسوس کرتا ہوں گویا میں دیکھ رہا ہوں
دور افق تک ایک ہجوم سالگتا ہے
جیسے سچ مچ آدم زادوں کا ازدحام ہے، گویا محشر ستانِ بنی آدم ہے
تل دھرنے کو جگہ نہیں
گھٹن ایسی کہ سانس تک لینا گراں ہے۔
ہر چہرہ فق ہے کہ کرب کی کیفیات چہروں سے عیاں ہیں
میں یہ حال دیکھ کر سوچتا ہوں، شاید کسی بڑی آفت کا سامنا ہے
اللہ خیر کرے، یارب کرم آخر یہ کیا ہے؟ ہجوم کیوں ہے؟
گھبراہٹ میں پیشانیاں پسینے سے بھیگی ہیں
اضطراب اور پیاس سے حلق میں کانٹا سا پڑ گیا ہے
میں بھی تجسس کے دھیان میں دائیں بائیں سے بے نیاز یہ منظر دیکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہوں
ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ایک اجنبی حواس باختہ، ہراساں، بھیڑ چیرتا ہوا میری طرف بڑھا، مجھے دیکھ کے ٹھٹھک گیا، سنبھلا، رکا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا.....
گویا مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے
میں نے پہل کی اور پوچھا.....
اجنبی تم کون ہو؟ پریشان و مضطرب کیوں ہو؟
میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے وہ کچھ بڑبڑایا.....

مجھے یوں لگا جیسے وہ جاننا چاہتا ہو کہ یہ ہجوم کیسا ہے؟ تم کون ہو؟ کیا ماجرا ہے؟ یہ سب لوگ کون ہیں؟ انھیں کیا ہو گیا ہے؟ انہیں چپ سی کیوں لگی ہے؟

میں اسکے سوالوں کی بوچھاڑ میں صرف یہی کہہ سکا کہ..... "میں مسافر ہوں، اس انبوہِ بد حواس میں گھر گیا ہوں"۔

وہ بولا، "کہاں کے باسی ہو؟"

میں نے کہا، "پچھم کی اُور بہت دور کا رہنے والا ہوں"

"یہاں کیسے آنا ہوا؟"

"ازدام وددملولم وانسانم آرزوست"

(میں چوپایوں دوپایوں سے تنگ آچکا ہوں اور تلاش آدم میں اُدھر آنکلا ہوں)

"دیکھو یہ سبز پوش، عافیت کوش، جوانانِ رعنا، یہ گلگوں قبا، چوڑے چکلے شمشاد قد مانند گلاب کھلے چہرے..... یہ سب آدم زاد ہی تو ہیں..... برنگ ارغوانی باغوں میں یوں پرہ جمائے بیٹھے ہیں..... جیسے کعبتہ اللہ میں بتانِ آذری! یہ ان لوگوں کی اولاد ہیں جنھوں نے اللہ، رسول، قرآن، کعبہ اسلام کے نام پر یہ دھرتی حاصل کی، جہاں آج تم بھی کھڑے ہو! اس دھرتی میں ان کے راج پاٹ کو پچاس برس ہونے کو ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ آگے بڑھنے کی بجائے قرونِ مظلم کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ وہی اللے تللے، وہی رعونت وخشونت، وہی جہالت و سرکشی، وہی استبدادی رویے وہی ظلم وہی جور و جفا، وہی اسراف اور لاف گزاف! اللہ کی مخلوق جانوروں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اعمال، اخلاق، اچھی صفتیں، انسانی رویے، مہربانوں محسنوں اور شرفاء کے جذبوں سے محروم قوم، وہیں پہنچ چکی ہے جہاں سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے انسان نما حیوان بستے تھے"

میں اجنبی کی زوردار تڑپتی ہوئی کرب انگیز گفتگو میں محو تھا، اچانک میں نے اسکا چہرہ دیکھا تو آنسوؤں سے تر تھا۔ اسکی سونے کے تاروں جیسی گھنی حسین ڈاڑھی بھیگ چکی تھی۔ نہ جانے وہ کب سے رو رہا تھا۔ میں نے دیکھا اجنبی سسکیاں لے رہا تھا۔ میں اسکی طرف بڑھا کہ اس کو تسلّی دوں، اسکی ڈھارس بندھاؤں، اسکی سیوا کروں، ابھی میں اسکو ہاتھ لگانا چاہتا تھا کہ وہ تڑخ کر بولا..... "خبردار! مجھے ہاتھ مت لگا۔ تو بھی ان کا معاون مددگار ہے۔ انہی میں بھیگ کر خوش ہے، انہی کی دوستی پر تجھے ناز ہے، انہی کو اپنا بڑا سمجھتا ہے، اپنی زندگی کی گاڑی انہی سہاروں پر چلاتا ہے، انہی کو کشتیِ بے بادباں کا کھیون ہار سمجھتا ہے۔ میرے قریب مت آ، میں حدّت و حرارت اور تمازت کی برداشت نہیں رکھتا، میں پہلے ہی بہت نحیف ہو چکا ہوں"..... یہ کہہ کے وہ چیخ چیخ کر رونے لگا۔ روتے روتے اسکی ہچکی بندھ گئی، وہ نڈھال ہو گیا۔ اسکا سر دائیں طرف ڈھلک گیا۔ اسکی یہ حالت دیکھ کے میں ڈر گیا اور خوف کی حالت میں بھاگنے لگا، میں اسپ تازی یا غزال ختن کی طرح چوکڑیاں بھر کے اسکی نگاہوں سے دور ہو جانا چاہتا تھا، مگر میرے پاؤں زمینِ ظلم میں گڑ گئے..... اچانک اجنبی پھر گویا ہوا، وہ کراہتے ہوئے بولا "رک جاؤ!"

اور نحیف سی آواز میں بولا.....ع

گوش نزدیکِ لبم آر کہ آوازے ھست

(کان، میرے ہونٹوں سے لگادے۔ تاکہ میری آواز سن پائے)

سنو، میں ان میں سے ایک ایک کو جانتا ہوں۔ انکے مسخ چہرے پہچانتا ہوں۔ ان کے آباؤ اجداد سے میرا بہت گہرا تعلق ہے، مگر یہ.....ع

نیستند آدم خلاف آدم اند

(یہ آدمی نہیں ہیں۔ صرف روپ بہروپ آدمیوں والا ہے)

تم مرے قریب آؤ، ڈرو نہیں، مجھے غور سے دیکھو، مجھے پہچانو..... میں نے بیم ورجا کی حالت میں آنکھیں کھول دیں۔

دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا..... جو کچھ کہ دیکھا خواب تھا، یا خیال تھا، کیا تھا؟

چودھویں کا چاند نور برسا رہا تھا۔ افق سے افق تک، نور ہی نور تھا، آسمان و زمین چاند رنگ ہو رہے تھے، مگر..... دل کو پگھلا دینے والی ایک کربناک آواز فضا کو کرب انگیز کر رہی تھی۔ ایک ارتعاش تھا، ایک لرزش تھی، ایک عجیب کیف تھا جس میں قلب و دماغ ڈوبتے چلے جا رہے تھے۔ گویا میں ایک روحانی ادراک میں محو تھا، مسلسل ایک آواز آرہی تھی۔

ایک لے تھی جو الفاظ کی گرفت سے باہر تھی، وہ نغمۂ لاہوت تھا جو ناسوتیوں کو مسلسل جھنجھوڑ رہا تھا، وہ ایک صوتِ لطیف جسکی لطافت کا صرف روحی ادراک ہو سکتا ہے۔ بیان نہیں ہو سکتا۔ ہاں اسکا مفہوم بیان ہو سکتا ہے۔

اور مفہوم یہ تھا کہ.....ع (لو تم بھی سنو، حکمراں بھی سنیں)

اگر تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ چھوڑی

اگر تم مشرکوں کی یونہی اتباع کرتے رہے

اگر تم کافروں کی اداؤں کے گرویدہ ہو کے ان پر مرمٹے.....

تو صدیوں یونہی بھٹکتے رہو گے

کافرانہ خواہشوں کی دلدل میں دھنستے چلے جاؤ گے، حیوانی آرزوؤں اور تمناؤں کی بھنور میں پھنس کے نکل نہ سکو گے۔

فنا کے گھاٹ اتر جاؤ گے

تمہارا نام و نشان تک نہ رہے گا

بچو۔ بچو! کہ ابھی وقت ہے

سنبھلو کہ ابھی گنجائش ہے
اس وقت کو غنیمت جانو کہ ابھی تمہاری زبان پر میرا نام ہے
مگر میں تمہارے لئے اجنبی ہوں
ہاں ہاں میں اجنبی ہوں، میں اجنبی ہوں
اور جن قوموں کے لئے میں اجنبی ہو جاتا ہوں، انہیں "ھاویہ" میں پھینک دیا جاتا ہے۔
پھر ان کا نام تک نہیں ہوتا داستانوں میں۔
ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک کیا
"اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لیکر"..... انکا ٹھکانہ تک نہیں
میں اللہ کا دین "اسلام" ہوں۔
اور سلامتی، امن، عزت، عظمت، ترقی، عروج، بقاء، ارتقاء، آبروئے مدام اور بقاء دوام صرف اور صرف میرے ساتھ ہی وابستہ ہے۔
فَاتقُو اللہ یَا اُولِی الالباب لعلکم ترحمون
عقل والو بچو (فکری آوارگی) سے تاکہ تم پہ رحم کیا جائے۔

اسلام زندہ باد..................... جمہوریت مردہ باد

* *

مدرسہ ختمِ نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء و طالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ پچاس سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکواۃ و صدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے:۔

سید عطاء المہیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختمِ نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ۔ فون: (04524)211523